قرآنی طرز زندگی میں عقیدہ معاد کے اثرات کا تحقیقی مطالعہ

رعیت علی حیات

خلاصہ

بنی نوع انسان کے تمام افراد میں بقا کا میلان اور زندگی سے محبت مکمل طور پر محسوس کی جا سکتی ہے، کوئی بھی انسان زندگی اور زندہ رہنے سے بیزار نہیں ہے۔ پس یہ بقا کا میلان خود علامت ہے اس بات پر کہ موت پر زندگی کا خاتمہ نہیں ہوتا اگر موت زندگی کی انتہا ہوتی تو انسان میں اس حس کا وجود لغو و عبث شمار ہوگا۔ اس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ موت زندگی کا اختتام نہیں ہے موت حقیقت میں ایک محدود اور تنگ ماحول اور دائرے سے نکل کر ایک وسیع دنیا میں قدم رکھنا ہے اسی چیز کو آسمانی شریعتں اخروی زندگی کے عنوان سے بیان کرتی ہے۔ تقریبا ہر شریعت میں اس اصل کو معاد اور قیامت کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے اہم مسائل میں ایک مسئلہ یہی معاد ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید میں کم بیش چودہ سو آیات صریحا معاد کے بارے میں ہیں بعض کے نزدیک ایک تہائی قرآنی حصہ معاد سے مربوط ہے۔ ہم اس مقالہ میں یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ قرآنی طرز زندگی میں جب ایک انسان آخرت پر ایمان لے آتا ہے تو اس کی زندگی کیسے تبدیل ہو جاتی ہے؟ اس کے افکار و اعمال میں کیا کیا تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں؟ اگر معاد پر پختہ ایمان ہے تو اس کے نتیجے میں عملی زندگی پر کیا کیا اثرات مترتب ہونے چاہیں؟ عقیدہ معاد دنیا کی زندگی کو بنا دیتا ہے یہ دنیا سے عدم تعلق کا نام نہیں ہے۔

اہم الفاظ: عقیدہ، معاد، طرز زندگی، قرآن، آخرت

مقدمہ

نوع انسان کے تمام افراد میں بقا کا میلان اور زندگی سے محبت مکمل طور پر محسوس کی جا سکتی ہے کوئی بھی انسان زندگی اور زندہ رہنے سے بیزار نہیں ہے پس یہ بقا کا میلان خود علامت ہے اس بات پر کہ موت پر زندگی کا خاتمہ نہیں ہوتا اگر موت زندگی کی انتہا ہوتی تو انسان میں اس حس کا وجود لغو عبث شمار کیا جاتا اس سے ثابت یہ ہوتا ہے کہ موت زندگی کا اختتام نہیں ہے موت حقیقت میں ایک محدود

اور تنگ ماحول اور دائرے سے نکل کر ایک وسیع دنیا میں قدم رکھنا ہے اسی چیز کو آسمانی شریعتں اخروی زندگی کے عنوان سے بیان کرتی ہے۔

تقریباہر شریعت میں اس اصل کو معاد اور قیامت کے نام سے بیان کیا گیا ہے چنانچہ قرآن مجید کے اہم مسائل میں ایک مسئلہ یہی معاد ہے اسی اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید میں کم بیش چودہ سو آیات صریحا معاد کے بارے میں ہے بعض کے نزدیک ایک تہائی قرآنی حصہ معاد سے مربوطہ ہے۔

معاد کا لغوی معنی :

ہر چیز کا اپنے مقصد اور انتہا کی طرف پلٹنا، اور یہ ''عادالیہ'' کا مصدر ہے جس طرح کہا جاتا ہے: ''یعود عوداً وعودۃً ومعاداً'' یعنی اس کی طرف رجوع کیا اور اس کی طرف پہنچ گیا، جیسا کہ خداوند عالم کا ارشاد ہے:

كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ[1]

جس طرح اس نے تمہیں ابتدا میں پیدا کیا ہے اسی طرح پھر پیدا ہو جاؤ گے۔

اور یہ بنفسہ متعدی بھی ہو جاتا ہے، اور ہمزہ کے ذریعہ بھی متعدی بناتے ہیں، یعنی باب افعال میں لے جا کر متعدی بناتے ہیں جیسے: ''عاد الشیءَ عوداً وعیاداً''، ''واعدتُ الشیء''، یعنی میں نے اس کو دوبارہ بنادیا، یا اس کو دوبارہ پلٹادیا۔ جیسا کہ خداوند عالم کا قول ہے:

ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا[2]

پھر تمہیں اسی میں لوٹا دے گا اور (اسی سے) تمہیں باہر نکالے گا۔

معاد کی اصل ''مَعْود'' بروزن ''مَفْعل'' ہے جس کے واو کو الف سے بدل دیا گیا، اس کی بہت سی مثالیں بھی ہیں جیسے مقام اور مراح، جس کو حضرت امیر المومنین علیہ الصلاۃ والسلام نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان فرمایا ہے:

والحكم الله والمعود اليه القيامة[3]

[1] سورہ اعراف آیت ۲۹

[2] سورہ نوح آیت ۱۸

[3] نہج البلاغ صبح الصالح ۲۳۱ خطبہ ۱۶۴

''مَفْعل'' اور اس سے مشتق بمعنی عَود مصدر صحیح میں استعمال ہوتا ہے، اور معاد (عود) اسم زمان و مکان دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الَّذِي فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ[1]

(اے رسول) جس نے آپ پر قرآن (کے احکام کو) فرض کیا ہے وہ یقینا آپ کو بازگشت تک پہنچانے والا ہے۔

اور جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے:

واصلح لی آخرتی التی فیهامعادی

پالنے والے میری آخرت کی اصلاح فرما، جہاں مجھے پلٹ کر جانا ہے۔

''مبدیٔ المعید'' خدا کے صفات میں سے ایک صفت ہے، کیونکہ خداوند عالم نے تمام مخلوقات کو زندگی دی اس کے بعد ان کو موت دے گا اور پھر قیامت کے دن دوبارہ زندہ کرے گا، جیسا کہ ارشاد خداوند عالم ہوتا ہے:

وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ[2]

اور وہی خلقت کی ابتدا کرتا ہے پھر وہی اس کا اعادہ کرتا ہے اور یہ اس کے لیے زیادہ آسان ہے۔

معاد کا اصطلاحی معنیٰ:

معاد اصطلاح میں دو معنیٰ میں استعمال ہوا ہے خاص اور عام اصطلاح خاص میں قیامت پر اعتقاد رکھنا ہے مرنے کے بعد اخروی حیات پر اعتقاد رکھنا ہے اور اعمال کا حساب و کتاب ہوگا نیکوکاروں کو سعادت ابدی اور نعمات اخروی سے نواز جائے گا۔ بدکاروں کو شقاوت ابدی اور عذاب الہٰی دیے جانے پر عقیدہ رکھنا ہے۔

معاد اصطلاح عام میں تمام موجودات کا خدا کے طرف پلٹنے کے معنی میں ہے جو تمام جاندار اور بے جان کو شامل ہے۔ قرآن مجید کی آیات پر اجمالی نظر سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام کے اعتقادی

---

[1] سورہ قصص آیت ۸۵

[2] سورہ الروم آیت ۲۷

مسائل میں عقیدہ توحید کے بعد نبوت اور معاد اہمیت کی حامل ہیں جس کا کوئی بھی مسلمان انکار نہیں کرتا۔

معاد کے بارے میں مجموعی طور پر قرآن مجید میں ۱۲۰۰ آیات ہیں قرآن کے تقریباً تمام صفحات پر، بلا استثناء معاد کا ذکر آیا ہے نیز قرآن مجید کی بہت سی سورتیں مکمل طور پر معاد کے عنوان کے ساتھ منسلک ہیں جن میں معاد کے علامتوں اور نتائج کے بارے میں بات ہوئی ہیں یہ سب صورت حالت اس مدعا پر ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

قرآن مجید میں جگہ جگہ ایمان باللہ کے ذکر کے بعد دوسرے قیامت پر ایمان کا ذکر ہے تقریباً تیس آیات میں یہ دونوں ذکر ایک دوسرے کے ساتھ آئیں ہیں:

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ[1]

وہ اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے۔

اس سے ملتی جلتی عبارات میں سو سے زیادہ موارد پر، ،الیوم الاخر، ، یا، ،الاخر، ، کا ذکر آیا ہے:

قیامت پر اعتقاد کی اہمیت:

عقیدہ توحید بغیر عقیدہ قیامت کے انسانی زندگی کو صحیح راستہ دکھانے سے قاصر ہے یہی وجہ ہے کہ تمام ادیان آسمانی خصوصا دین اسلام اور تمام پیغمبران الٰہی قیامت کے عقیدہ کو بہت اہمیت دیتے تھے اور ان کی ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ یہ عقیدہ انسانیت کا اہم ترین رکن بن جائے اور لوگوں کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ ہو جائے۔

آخرت پر اعتقاد انفرادی اور اجتماعی زندگی کے اعتبار سے صرف اسی صورت میں کارگر ثابت ہوگا۔ جب ہم یہ مان لیں کہ اس دنیا کے اعمال اور ابدی زندگی کی سعادت و بدبختی کے درمیان ایک قسم کا رابطہ علیت پایا جاتا ہے یا کم از کم یہ ثابت ہو جائے کہ وہاں کا ثواب و عذاب صرف اس دنیا میں عمل کرنے کا نتیجہ ہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر مسئلہ آخرت اپنی حقیقت و اصلیت کھو بیٹھے گا کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ دنیوی سعادت حاصل کرنے کے لیے اسی دنیا میں کوشش ہونی چاہیے اور اخروی سعادت و نجات کے لیے وہاں کی دنیا ہونی چاہیے لہذ ضرورت یہ کہ قیامت کے اثبات کے

[1] سورۃ آل عمران آیت ۱۱۴

ساتھ ساتھ دنیاوآخرت کے درمیان پائے جانے والے رابطے اور ابدی خوش بختی یا بد بختی میں انسان کے اختیار اعمال و کردار کی تاثیر کو بھی ثابت کر دیا جائے۔

عقیدہ معاد

خداوند متعال نے اعتقاد بالمعاد اس لیے فرض کیا ہے کہ یہ ایک ثابت حقیقت ہے اور اس کا وجود واقعی ہے لہٰذا ایمان بالمعاد ایک امر واقع پر ایمان و اعتقاد رکھنا ہے اور ایک حتمی و ضروری قضا کے سامنے تسلیم ہونا ہے۔

جیسا کہ ارشاد خداوند عالم ہوتا ہے:

> وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ [1]
>
> اور کفار کہتے ہیں: قیامت ہم پر نہیں آئے گی، کہد یجئے: میرے عالم الغیب رب کی قسم وہ تم پر ضرور آکر رہے گی، آسمانوں اور زمین میں ذرہ برابر بھی (کوئی چیز) اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور نہ ذرے سے چھوٹی چیز اور نہ اس سے بڑی مگر یہ کہ سب کچھ کتاب مبین میں ثبت ہے۔

روز قیامت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے پیدا ہونے والے آثار جیسے شریعت کے احکام سے واقف ہونا اور اس کے احکام و قوانین کے مطابق عمل کرنا مثلاً انسان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں صالح اور دیندار بن جاتا ہے، اخلاق و تہذیب کے میدان میں نیک کردار ہو جاتا ہے،

نفسیاتی طور پر اس میں نیک سیرت اور اچھائی پیدا ہوتی ہے اور احکام خداوندی پر عمل کرنے سے انسان میں فضل و کمال پیدا ہو جاتا ہے۔

یہ ساری چیزیں اعتقاد بالمعاد کی فرع ہیں یعنی اول اعتقاد بالمعاد ہو گا تب یہ ساری چیزیں پیدا ہو سکتی ہیں، یہاں پر ان اہم آثار کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ اللہ کی حکمت، عدالت اور قدرت پر اعتقاد معاد پر ایمان کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔

---

[1] سورۃ سبا آیت ۳

۲۔ معاد پر ایمان سے انسانی زندگی با معنی ہو جاتی ہے اور یہ عقیدہ اس عالم کی زندگی کو عبث ہونے سے بچاتا ہے۔

۳۔ معاد پر ایمان انسانی زندگی کو کمال وارتقاء کے راستے میں روشنی عطا کرتا۔

۴۔ معاد پر ایمان تمام قوانین الہی کے اجرا کا ضامن ہے تہذیب نفس کا اصلی جذبہ ہے احقاق حقوق کا باعث ہے، فرائض پر عمل کے لیے تحریک ہے ایثار کا ذریعہ ہے فداکاروں کی فداکاری کا وسیلہ ہے اور یہ ایمان انسان کو اپنے بارے میں تجزیہ کرنا سکھاتا ہے۔

۵ معاد پر ایمان دنیاپرستی کو کمزور کرتا ہے جب کہ یہ دنیاپرستی تمام گناہوں اور برائیوں کا باعث بنتی ہے اور یہ عقیدہ حقیقی ہدف سے نکال کر سعادت ابدی کے حصول کا وسیلہ بنتا ہے۔

۶۔ معاد پر ایمان انسان کو مشکلات میں قوت عطا کرتا ہے موت جو ہمیشہ ایک خوفناک صورت بنا کر افکار انسانی کو بوجھل بنائے رکھتی ہے اور اس کا سکون چھینے رہتی ہے، یہ ایمان اس موت کے چہرے کی وحشت انگیزی کو بدل دیتا ہے اور موت کو فنا و نیستی کے مفہوم سے نکال کر اسے جہان بقاء کے لیے ایک دریچے میں بدل دیتا ہے

۷۔ معاد پر ایمان، جب اس کے ساتھ مبداء عالم ہستی پر ایمان بھی شامل ہو خداپرستوں اور مادہ پرستوں کے مابین ایک حد فاصل شمار ہوتا ہے۔[1]

انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں قیامت پر ایمان کے اثرات :

قیامت پر ایمان کے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں گہرے اثرات ہوتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان میں سے چند ایک کی طرف اشارہ کرتے ہیں:

ا۔ قیامت پر ایمان، انسان کو جرات اور شجاعت بخشتا ہے، اسے ایک ایسا انسان بنا دیتا ہے کہ جو ایک مقدس اور الہی مقصد کی راہ میں "شہادت" کو محبوب ترین چیز اور ایک ابدی اور لافانی زندگی کا آغاز جانتا ہے۔

۲۔ قیامت پر ایمان، انسان کو گناہ کے مقابلے میں اپنے آپ کو کنٹرول کرنے کی طاقت بخشتا ہے۔

[1] پیام قرآن جلد ۵، ص ۱۳

۳۔ معاد پر اعتقاد انسان میں ذمہ داری پیدا کرتا ہے اور اسے غور و فکر اور حق کے لیے کوشش کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

۴۔ معاد پر ایمان کا جو ایک دوسرا تعمیری کردار ہے، وہ یہ ہے کہ معاشرہ میں مادی اور معنوی توازن کو برقرار رکھتا ہے۔

۵۔ ایک معاشرہ میں اخلاقی فضائل کی بالیدگی، جبلتوں پر قابو پانا اور دوسروں کے حقوق کو پامال نہ کرنا پر مجبور کرتا ہے۔

۶۔ یہ عقیدہ معاد ایک فطری اور طبیعی ہے یہ اعتقاد انسان کی فکر و روح پر مسلط نہیں کیا گیا ہے اور اس کے منفی اثرات نہیں ہیں۔ اخروی زندگی کا اعتقاد ایک قدیم ترین اعتقاد ہے جس کا انسان کی تہذیب و تمدن اور معارف میں کلیدی کردار رہا ہے اور تاریخ میں کوئی ایسی ثقافت اور فلسفہ نہیں پایا جا سکتا ہے۔

جس میں قیامت پر ایمان کے اثرات نہ پائے جاتے ہوں۔ اصولی طور پر اس اعتقاد کا انکار اور اس سے رو گردانی خدا کے انکار کی علامت و نشانی ہے۔ حقیقت میں موت کے بعد حیات کا ایمان انسان کی فطری ضرورتوں کا مثبت جواب ہے۔

مادہ پرستوں کا اعتقاد ہے کہ معاد کا ایمان انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے امور میں منفی اثرات ڈالتا ہے اور اسے تحرک و نشاط سے محروم کر کے سیاسی اور اجتماعی طور پر مفلوج کر دیتا ہے، لیکن دین اسلام کے مطابق حقیقت یہ ہے کہ آخرت اور قیامت کے ایمان کے نہ صرف منفی اثرات نہیں ہیں، بلکہ اس کے انسان کے انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بہت سے مثبت اور تعمیری اثرات ہیں۔

انسان کی فکر، روح، اخلاق اور انفرادی اعتقادات پر معاد کے اثرات واضح ہیں، کیونکہ معاد کا اعتقاد رکھنے والا انسان اپنے اور دنیا والوں کے فکری امور کو حقیقت پسندانہ زاویے سے دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو چند روز کا مہمان جانتا ہے جو دنیا والوں کے کاروان کے ہمراہ ایک ابدی اور لافانی عالم کی طرف گامزن ہے۔ اس اعتقاد اور فکر سے وہ محسوسات کی محدودیت سے آزاد ہو کر معقولات تک پہنچتا ہے اور غیبی اور مخفی مسائل تک دسترس پیدا کرتا ہے۔ اخلاق اور جذبات میں بھی معاد کا کردار واضح ہے، کیونکہ یہ حقیقت بینی اور طرز تفکر، باطنی جذبات کو دگرگوں کر کے انتہائی مقصد سے ہم آہنگ کرتا ہے اور معقول راہ و روش پر چلنے پر مجبور کرتا ہے۔ جس کا یہ اعتقاد ہو کہ وہ خس و خاشاک کے مانند عالم

ہستی کی امواج پر قرار پایا ہے اور خلقت کے اصلی مقصد کی طرف جا رہا ہے، وہ ریاست طلبی، خود خواہی، دنیا پرستی، شہوت اور غضب جیسی نفسانی خواہشات کے اثر میں آکر سرکشی نہیں کرتا کہ دوسروں کے حقوق کو پامال کرے اور انسان اپنی پیٹ پوجا اور شہوت رانی کے لیے اپنے آپ کو ایک بے ارادہ مخلوق میں تبدیل نہیں کرتا ہے، بلکہ وہ اپنی زندگی کے حساس لمحات کو ایثار و قربانی، اجتماعی خدمات اور مفید کوششوں میں صرف کرتا ہے تا کہ اپنی محدود ضرورتوں کو پورا کرنے کے ضمن میں سعادت کی راہِ حق میں گامزن ہو کر اپنی ابدی زندگی کو حاصل کرے اور اگر اس راہ میں اپنی جان کی قربانی دیدے تو کیا ہی اچھا ہے کیونکہ اس طرح وہ اپنی غمناک زندگی کو دے کر دوسری دنیا کی نورانی اور لذت بخش زندگی کو حاصل کرتا ہے۔

موت اور اس کے بعد والی دنیا کا عقیدہ نہ صرف انسان سے نشاط و تلاش و کوشش کو چھین لیتا ہے بلکہ انہیں تقویت بخشتا ہے، کیونکہ انسان کی فعالیت، باقی رہنے کی ضرورت اور عشق پر منحصر ہے اور قیامت پر اعتقاد رکھنے سے یہ فطری ضرورت نابود نہیں ہوتی ہے۔

معاد کا ایمان، انسان کی ضرورت کے دامن کو لا محدود حد تک پھیلاتا ہے اور دنیا کو آخرت کی کھیتی بنا دیتا ہے، جس طرح فطرت کے نظام میں گندم سے گندم اگتی ہے اور جو سے جو، ویسے ہی انسان کو عمل کی مکافات سے غافل نہیں رہنا چاہیے۔ ظلم استعمار اور بے انصافی جیسے برے اعمال، جو خراب عقائد سے وجود میں آتے ہیں، انسان کی جاودانی زندگی میں نقصان دہ نتائج پیدا کرتے ہیں اور آخرت کی وسیع دنیا میں اس کے اعمال نابود نہیں ہوتے ہیں۔

قیامت کے دن تمام پوشیدہ اور مخفی چیزیں آشکار ہوتیں ہیں اور انسان اپنے اعمال کا صلہ اور کردار کا بدلہ پاتا ہے،

پس قدرتی طور پر جس قدر انسان کے اعمال نیک اور اجتماعی خدمات اخلاص پر مبنی اور عاقلانہ ہوں، بیشک اس کا صلہ بھی زیادہ ہو گا۔ اس لحاظ سے ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ لافانی اور جاودانی زندگی کا ایمان، انسان کی فعالیتوں کو ترقی بخشتا ہے بہر حال معاد کے اثرات انسان کی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں قابل تحسین ہیں۔

انفرادی اثرات سے مراد وہ اثرات ہیں جو ہر انسان کی خصوصی اور ذاتی زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیکن اجتماعی اثرات وہ اثرات ہیں جو انسان کی اجتماعی زندگی میں متجلی ہوتے ہیں اور جب تک مختلف انسان ایک معاشرہ کو تشکیل نہ دیں یہ آثار متجلی نہیں ہوتے ہیں۔:

۷۔ روحانی سکون: اگر کوئی شخص دل و جان سے معاد و آخرت پر ایمان رکھتا ہو، اور اعتقاد رکھتا ہو کہ جن اعمال کو وہ بجالاتا ہے، وہ قیامت کے دن اس کے ہمراہ ہوں گے، تو ایسا انسان نظام ہستی اور عالم وجود سے پر امید ہو گا، اس کے لیے زندگی معنی پیدا کرے گی اور وہ آرام کی زندگی گزارے گا اس آیت کی تفسیر [تفسیر نمونہ] میں اس طرح بیان کیا ہے یاد الہی سے سے دل کو کیسے سکون ملتا ہے انسانوں کی زندگی میں اضطراب اور پریشانی ہمیشہ سے ایک بڑی مصبیت کے طور پر موجود ہے انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اس کے اثرات مکمل محسوس ہوتے ہیں۔ سکون و قرار ہمیشہ سے انسان کی زندگی ایک قیمتی گمشدہ چیز رہی ہے۔[1]

وہ مستقبل کے بارے میں فکر مند نہیں ہو گا بلکہ اس کی روح ہمیشہ مسرور و شاد ہو گی۔[2]

۸۔ معاد کا اعتقاد، ایک امید اور اطمینان کا سہارا ہے اور کشتی نجات کا ساحل سے ہم کنار ہونا ہے۔ لہذا قرآن مجید میں اسے "دار القرار" سے یاد کیا گیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

يَا قَوْمِ إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ[3]

اے میری قوم! یہ دنیاوی زندگی تو صرف تھوڑی دیر کی لذت ہے اور آخرت یقینا دائمی قیام گاہ ہے۔

معاشرہ میں معاد کے تربیتی اثرات:

ہر انسان اپنے فکر و اندیشہ اور عقائد کے مطابق عمل کرتا ہے۔ اس کے انفرادی اور اجتماعی اعمال اس کے عقیدہ و ایمان کی پیداوار ہیں۔ ہر معاشرہ کی تاریخی اور تقدیرات کی تبدیلیاں ان کے عقائد و ثقافت میں تبدیلیوں سے وابستہ ہیں کیونکہ اقتصادی اور سیاسی حصول کو پہلے فکری و ثقافتی حصول میں پانا چاہیے۔ سیاسی اور اقتصادی آزادی ثقافتی آزادی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اجتماعی تشکیل معاشرہ کی

[1] سورہ رعد آیت ۲۸ و تفسیر نمونہ
[2] صالہ مازندرانی معاد ص ۵۷
[3] سورہ غافر آیت ۳۹

ذہنی بناوٹ کا نمونہ ہے۔ فکری اور ثقافتی تمہیدات انسانی معاشروں کو حقیقی اور عملی شکل دینے والے ہوتے ہیں۔

اس لحاظ سے دوسری دنیا کی زندگی معاشرہ کی بناوٹ کے نظام کو تبدیل کر سکتی ہے اور اس کے بعد اجتماعی ڈھانچے کی تعمیر نو کر سکتی ہے اور انسان کی انفرادی، اخلاقی اور اجتماعی زندگی میں فائدہ مند اثرات پیدا کر سکتی ہے۔

جو لوگ دنیوی زندگی کو حیات کا آخری مرحلہ جانتے ہیں، ان کے لیے موت وحشتناک چیز ہوتی ہے، لیکن جو دنیا کو ابدیت تک پہنچنے کی ایک گزرگاہ جان کر موت کے متحقق ہونے سے اپنے اعمال کے نتائج کو حاصل کرنے کا اعتقاد رکھتے ہیں، ان کے لیے موت روح بخش اور شاعرانہ تصور ہوتی ہے۔ ایک کسان جب زمین میں بیج بوتا ہے اور کافی محنت کرتا ہے، تو وہ منتظر ہوتا ہے کہ فصل کو کاٹے اس کے لیے اپنی محنتوں اور کام کا پھل دل کش اور خوشگوار ہوتا ہے۔

اس تمہید کے بعد قابل بیان ہے کہ: بیشک معاد کا اعتقاد اجتماعی اخلاق کی اصلاح کے بارے میں کلیدی رول ادا کرتا ہے، اس اعتقاد کے خاص اثرات اور رول عارفوں کے امام حضرت علی علیہ السلام کی سیرت اور کردار میں جلوہ افروز دکھائی دیتا ہے۔

السلام اپنے حکومتی فرمانوں میں جگہ جگہ، مالک اشتر کو معاد کی یاد دہانی فرماتے ہیں۔[1] اس سلسلہ میں فرماتے ہیں: "خدا کے بندوں پر ظلم کرنا [انسان کا] اس دنیا کے لیے بدترین توشہ ہے۔"[2]

"پس ان کے حقوق کو مکمل طور پر انہیں پہنچادو ورنہ قیامت کے دن ان لوگوں میں شمار ہوگے جن کے زیادہ دشمن ہوتے ہیں۔"[3]

ان بیانات اور تاکیدات کے بعد اسی لیے امام علی علیہ السلام اپنے حکومتی فرمان اور انتظامی قوانین میں خدا کی اور معاد کی یاد پر تاکید فرماتے ہیں اور اپنی حکومت کے کارکنوں اور کارندوں کو حقیقی ناظر، یعنی پروردگار عالم کو مد نظر رکھنے اور خداوند متعال کے دقیق حساب و کتاب کو یاد کر کے اداروں میں اخلاقی اصول کی پابندی کرنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

---

[1] نہج البلاغ نامہ ۵۳

[2] نہج البلاغ حکمت ۲۲۱

[3] نہج البلاغ نامہ ۲۶

جو شخص قیامت پر اعتقاد رکھتا ہو اور اپنے کردار و رفتار پر الٰہی حساب و کتاب کو حاکم جانتا ہو، بیشک وہ اپنے اعمال پر گہرائی سے توجہ کرتا ہے۔ حضرت [ع] مالک اشتر کو فرمائش کرتے ہیں کہ خداوند متعال کی طرف پلٹ کر جانے کو ہمیشہ یاد رکھو اس طرح صحیح کام انجام دے سکو گے اور بے انصافی، ظلم، تندی اور نافرمانی سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ سکو گے۔[1]

اس بنا پر، امام علی علیہ السلام کی نظر میں انسان کو محفوظ رکھنے کا اہم ترین عامل، معاد کو ہمیشہ یاد کرنا ہے۔

حضرت علی علیہ ہمیں معاد کے اعتقاد کی اجتماعی رفتار میں قابل قدر رول سے آگاہ کرتے ہیں۔

۱۔ معاد پر ایمان کا اجتماعی مسائل میں تعمیری رول، یہ ہے کہ معاد پر ایمان رکھنا معاشرہ میں مادی اور معنوی توازن کو برقرار رکھتا ہے۔ بیشک آج کی دنیا میں معنوی اور مادی تعادل اور توازن درہم برہم ہو گیا ہے، انسان کے کمال کی جگہ، وسائل کے کمال نے لے لی ہے اور انسان اپنے آپ کے بارے میں اجنبی بن گیا ہے۔

آج کے زمانہ میں مادیات کی طرف میلان کی وجہ سے انسان نے اپنی شخصیت [روح] کو فراموش کر دیا ہے کہ قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق اس کا نتیجہ خود فراموشی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہوتا ہے:

ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ[2]

پھر اس کے بعد اللہ جس کی چاہتا ہے توبہ قبول فرماتا ہے اور اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

اس مطلب کی دلیل واضح ہے، کیونکہ خدا کی معرفت اور معاد کا ایمان انسان کے دل و جان میں موجود ہے، خدا اور معاد کو فراموش کرنا، حقیقت میں اپنی ذات اور شخصیت کو فراموش کرنے کے مترادف ہے۔ خاص کر جب کہ انسان کی حقیقت روح ہے نہ کہ جسم۔

۲۔ اقتصادی و مالی مسائل میں معاد کا رول: لین دین کرنے والوں کے بارے میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ:

---

[1] نہج البلاغ نامہ ۵۳

[2] توبہ آیت ۲۷ سورہ ۶

وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ O الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ O وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ O أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ O لِيَوْمٍ عَظِيمٍ O يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ O كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّينٍ [1]

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا تولتے ہیں، اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم کر دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سوچتے کہ وہ اٹھائے جائیں گے، ایک بڑے دن کے لیے؟ اس دن تمام انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ہر گز نہیں! بدکاروں کا نامہ اعمال سجین میں ہے۔

یہاں پر قرآن مجید قیامت کی یاد دہانی کر کے کم فروشوں کو تنبیہ کرتا ہے، البتہ یہ معاد کے رول کا ایک نمونہ ہے ورنہ معاد پر ایمان تمام اقتصادی مسائل، من جملہ پیداوار، تقسیم، مصرف، مدیریت اور تجارت اور ہر قسم کی دوسری فعالیتوں، خاص کر اسراف کے مسئلہ میں کلیدی رول ادا کرتا ہے۔[2]

۳۔ معاشرہ میں نفسانی خواہشات پر کنٹرول اور اخلاقی فضائل کو بڑھاوا دینا: معاد کے اجتماعی اثرات میں سے ایک یہ ہے کہ طوفانی، تیز اور سرکش نفسانی خواہشات کنٹرول ہوتے ہیں، من جملہ جنسی خواہشات، جاہ و مقام کی محبت اور اقتدار کی چاہت وغیرہ۔۔۔

۴۔ قیامت کی یاد غفلتوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیتی ہے: خداوند متعال قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنْسَاهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ [3]

شیطان نے ان پر قابو پالیا ہے اور انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے، یہ گروہ شیطان ہیں، آگاہ رہو! شیطان کا گروہ ہی یقیناً خسارے میں ہے۔

---

[1] سورہ مطففین آیت ۱۔۷

[2] قرائتی محسن؛ معاد۔ ص ۴۷۔۴۸

[3] سورہ مجادلہ آیت ۱۹

ان کے پورے وجود پر غفلت طاری ہو گئی اور خدا کی یاد کو بھول گئے، اور چونکہ معاد کی یاد اسی مبدا کی یاد ہے، لہذا مبدا کو فراموش کرنے کے نتیجہ میں معاد کو بھی فراموش کیا گیا ہے۔[1]

۵۔ معاد کے اعتقاد کا ایک اور تحفہ، صداقت اور عہد و پیمان کی وفاداری اور لوگوں کے ساتھ دھوکا دہی، چالبازی اور خیانت سے پرہیز کرنا ہے۔[2]

۶۔ آخرت پر ایمان، دوسروں کے حقوق کو پامال نہ کرنے اور ان پر ظلم و ستم نہ کرنے کا سبب بنتا ہے۔ معاد کا اعتقاد انسان کو ایک ایسی جگہ پر پہنچاتا ہے، جہاں پر وہ کہتا ہے: "خدا کی قسم اگر پوری رات صبح ہونے تک میرے بستر پر جان لیوا کیل اور کانٹے بچھے ہوں اور دن کو میرے ہاتھ پاوں زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوں اور مجھے کوچہ و بازار میں گھسیٹا جائے، اس حالت میں اس سے زیادہ خوش ہوں گا کہ پروردگار عالم کی عدالت میں اس حالت میں حاضر کیا جاؤں کہ میں نے بندگان خدا میں سے کسی بندے پر ظلم کیا ہو اور کسی کے حق کو غصب کیا ہو۔[3]"

اسی وجہ سے تمام ادیان و مذاہب الٰہی افراد کی تربیت اور معاشروں کی اصلاح کرنے کے لیے لوگوں کے دلوں میں قیامت پر ایمان کو تقویت بخشنے کی کوشش و تلاش کرتے ہیں۔ خاص کر قرآن مجید کے اہم حصہ میں تربیت کے مسائل کے بارے میں اسی طریقہ کار پر عمل کیا گیا ہے۔

دلچسپ بات ہے کہ قرآن مجید اس سلسلہ میں ارشاد فرماتا ہے: "انسان کی تربیت کے لیے صرف ایمان و یقین کافی نہیں ہے، بلکہ اس کا ظن و گمان بھی گہرا اثر رکھتا ہے: "یوم یقوم الناس لرب العلمین کلاان کتاب الفجار لفی سجین اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے علامہ مودودی کہتے ہے روز قیامت کو بڑا دن اس بنا پر کہا گیا ہے کہ اس میں تمام انسانوں اور جنوں کا حساب خدا کی عدالت میں بیک وقت لیا جائے گا اور عذاب و ثواب کے اہم ترین فیصلے کیے جائے گے۔

---

[1] معاد در قرآن جلد ۴ صفحہ ۲۹

[2] نہج البلاغ خطبہ ۴۱

[3] نہج البلاغ خطبہ ۲۱۴

لفظ(سجین)۔ یہ لفظ اصل میں استعمال ہوا ہے جو سجن جیل یا قید خانہ سے ماخوذ ہے اور آگے ان کی تشریح کی گی ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد وہ رجسٹر ہے جس میں سزا کے مستحق لوگوں کے اعمال نامہ درج کیے جا رہے ہے[1]

۷۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے:

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا[2]

کہدیجئے: میں تم ہی جیسا ایک انسان ہوں مگر میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود تو بس ایک ہی ہے لہٰذا جو اپنے رب کے حضور جانے کا امیدوار ہے اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ ٹھہرائے۔

مادہ پرستوں اور خدا پرستوں کے عقیدہ کا فرق:

کیا یہ بات ممکن ہے ؟ کہ مادہ پرست لوگ جو کہ کائنات اور انسان کو ایک اتفاقی تخلیق اور بے ارادہ اور بے علم مادہ کی حرکات کا نتیجہ سمجھتے ہیں وہ ان لوگوں کی مانند اپنا نظریہ رکھتے ہوں جو مکتب اسلام کے پیروکار ہیں اور جن کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ کائنات اور انسان اس خدائے علیم و قدیر کی پیداوار ہیں جس نے اپنے حکمت بھرے ارادے کے ساتھ انہیں خلق فرمایا ہے ؟

آیا جو لوگ انسان کو صرف ایک حیثیت کا حامل اور صرف مادی ہی سمجھتے ہیں اور جن کی زندگی کا اصل مقصد عیاشی اور لذت پرستی ہے وہ ان لوگوں کی مانند سوچ سکتے ہیں جو مکتب اسلام کے پیروکار ہیں اور جن کی زندگی کا اصل مقصد اس میں اعلیٰ مدارج کا حصول اور کمال انسانیت کی آخری حدود تک رسائی ہوتا ہے ؟

آیا جو لوگ انسان اور کائنات کو مادیت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنے وجود کو بھی بے سمجھ مادہ اور طبعیت کے سوچے سمجھے عوامل کا مرہون منت سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو اندھے اور بے شعور خالق کے سامنے

[1] سورہ مطففین آیت ۵۔۷ تفہیم قرآن ص ۲۸۰
[2] سورہ کہف آیت ۱۱۰ تفسیر فصل الخطاب ص ۵۶۸

جوابدہ نہیں سمجھتے اُن کے افعال و کردار اُن لوگوں کی مانند ہو سکتے ہیں جو خود کو عالم اور حکیم ذات کی مخلوق سمجھتے ہیں وہ اپنے آپ کو اس کے سامنے جوابدہ جانتے ہیں۔

جو اُن کے ظاہری اور باطنی حالات سے آگاہ ہے اور قیامت کے دن اُن کا حساب و کتاب اسی ذات کے ہاتھ میں ہو گا؟

عالم آخرت کا قبول اور انکار

ایک مادہ پرست انسان کی طرز سے کئی لحاظ سے اس شخص سے بالکل مختلف ہے جو مکتب اسلام کا پیروکار ہے اُن مختلف افکار میں سے ایک بنیادی فرق آخرت کے مسئلہ کے بارے میں ہے مادی لوگ انسان کی زندگی کو دنیا کی چند روز زندگی تک ہی محدود سمجھتے ہیں اور اُن کا نظریہ یہ ہے کہ نیک اور بداعمال کی جزا یا سزا انسان کو اسی چند روز زندگی ہی میں مل جاتی ہے اور موت کے ساتھ ہی سب چیزوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

لیکن اسلام کے مکتب کے پیروکار یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ موت کے آجانے کے ساتھ اور زندگی کی لپیٹ جانے کے بعد انسان ایک اور جہان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جہاں سے اس کی ابدی زندگی کا آغاز ہو گا اور اپنے نیک و بداعمال کی جزا اور سزا اس دنیا میں پانے کے علاوہ بھی اس جہان میں سزا یا جزا کا مستحق قرار پائے گا۔

ادیان الہیٰ کی بنیاد :

مبداء اور معاد پر ایمان، مکتب انبیاء میں دو اہم اعتقادی ستون ہیں جن پر تمام آسمانی ادیان کی بنیاد رکھی گئی ہے انبیاء کرام کی دعوت کا سر آغاز بھی یہی تھا کہ لوگ غیب اور ان غیر محسوس حقائق پر ایمان لائیں جن پر خدا کا دین استوار ہے اور اہم ترین غیب جو خدائی ادیان میں قطعی اور لازم شرط کی حیثیت رکھتا ہے اور وہ خدا اور قیامت پر ایمان ہے البتہ ان دو چیزوں پر ایمان کے جو راستے ہیں اور لوگوں کو منزل مقصود تک پہنچاتے اور انہیں مبداء اور معاد کا مقصد بتاتے ہیں وہ مختلف ہے۔

خدا پر ایمان کا راستہ:

خدا پر ایمان کا راستہ ایک تو فطری معرفت ہے جو تمام انسانوں کی سرشت میں داخل ہے اور اندر سے انسان کو پکار رہی ہوتی ہے اور اسے خدا کی تلاش کے لیے آمادہ کرتی ہے اور دوسرے اس کی عقل ہے کہ اگر انسان آزاد ہو سوچے اور ہر قسم کی لجاجت اور تعصب سے ہٹ کر اسے کام میں لائے۔

کائنات کی اس کتاب میں غور و فکر سے کام لے اور خدا کی کچھ حکمانہ آیات کا غور و فکر سے مطالعہ کرے تو اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہو جائے گا کہ یقیناً اس جہان کا کوئی صاحب حکمت اور دانا پیدا کرنے والا ضرور ہے جس نے اپنے پختہ نظام کے تحت اس جہان کو برقرار رکھا ہوا ہے اور اس عظیم کائنات کو اپنے عالمانہ انداز کے ساتھ متحرک کیا ہوا ہے تو اسی عقلی حساب و کتاب اور سوچ سمجھ کے ساتھ عقلمند انسان تہہ دل کے ساتھ خدا پر ایمان لے آئے گا اور مطمئن ہو جائے گا کہ یہ حیرت انگیز اور تعجب آور نظام نہ تو اندھی اور بے شعور طبعیت و نیچر کا نتیجہ ہے[1] اور نہ ناآگاہی اتفاق اور تصادم کی پیداوار ہے۔ خالق کائنات کے وجود کی ابدہت اور واشگافی قرآنی مجید میں انبیاء کی زبانی یوں مذکور ہوئی ہے:[2]

قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ[3]

ان کے رسولوں نے کہا: کیا (تمہیں) اس اللہ کے بارے میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے؟

خدا کی وحی پر ایمان اور انبیاء پر نازل ہونے والی وحی کی صحت و درستی پر ایمان یقین ہی قیامت پر ایمان لانے کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ معاد دین کے غیبی مسائل میں سے ہے جس کا تعلق آئندہ کے نامعلوم ان دیکھے حالات سے ہے انسان خدائی وحی اور انبیاء علیم السلام کے وعلاوہ کسی اور ذریعہ سے اس روز پر ایمان اور یقین پیدا نہیں کر سکتا۔

یہی وجہ ہے کہ ہر دور اور زمانے میں ایسے بہت سے افراد گزرے ہیں جو فطری معرفت کی کشش کی بنا پر خدا کی تلاش میں نکلے، اپنی عقلوں سے بھی کام لیا خدائی آیات کا مطالعہ بھی کیا۔

---

[1] معاد جلد ۱

[2] معاد جلد ۱

[3] سورہ ابراہیم آیت ۱۰

صاحب حکمت اور صاحب علم خالق پر ایمان بھی لے آئے اور آفاقی مطالعہ کے لحاظ سے خدا پرستوں کی صفت میں قرار پائے۔ لیکن چونکہ خدا کی وحی اور انبیاء کی بعثت کے قائل نہیں تھے، لہذا عالم آخرت سے بے خبر رہے اور انہیں اس دوسرے جہان کی معرفت کا کوئی اور ذریعہ نہ مل سکا کہ روز جزا پر ایمان لے آتے اور اس روز میں خدا کی سزا و جزا سے آگاہی پیدا کرتے۔

قیامت اور انبیاء:

قیامت کا قیام ان امور میں سے ہے جن کے واقع ہونے کے بارے میں خداوند عالم کی حتمی قضاء کا تعلق ہے اور بغیر کسی شک وشبہ کے وہ دن آکر رہے گا اور اس حقیقت کو خداوند علم نے ہر دور اور زمانے میں وحی کے ذریعہ اپنے تمام انبیاء کو مطلع فرمایا اور انہوں نے ادائے فریضہ کے طور پر اپنی اقوام کو اس اہم خبر سے مطلع کیا اور اشگاف الفاظ میں بتادیا کہ خدا کا یہ وعدہ حتمی پورا ہو کر رہے گا روز جزا یقینی طور پر آکر رہے گا لوگوں کے اعمال کا اس محاسبہ ہوگا اور ہر شخص اس دن اپنے نیک یا بد اعمال کا بدلہ پائے گا صرف قرآن مجید ہی میں سینکڑوں آیات معاد اور اس کی کیفیت کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور اسلام کے عظیم الشان پیغمبر ﷺ نے ہر مناسب موقع پر لوگوں کے سامنے ان کی تلاوت کر کے انہیں روز جزا کے حساب و کتاب اور سزا و جزا سے آگاہ فرمایا۔

انبیاء کے پیروکاروں کا قیامت کے دن پر ایمان اسی حد تک تھا جتنا کہ ان کا وحی اور نبوت پر ایمان تھا۔ ان کا جس قدر انبیاء پر ایمان محکم تھا اسی قدر ان کا قیامت کے دن پر قلبی عقیدہ اور محکم ایمان تھا۔قرآن پاک نے قیامت کے بارے میں سچے مومنین کی قلبی حالت اور اندرونی اطمینان کو یقین کے لفظ سے تعبیر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

> وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ[1]
>
> اور جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا نیز جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا ہے، ان پر ایمان اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

تفسیر نور اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں۔

---

[1] سورہ البقرہ آیت ۴ تفسیر نور جلد ۱ ص ۱۷

۱۔ تمام انبیاء اور آسمانی کتب پر ایمان ضروری ہے۔ کیونکہ ان سب کا مقصد ہے۔

۲۔ حقیقی تقویٰ آخرت پر ایمان رکھے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۳۔ قرآن کا احترام سب کتابوں سے ہے۔

۴۔ پیغمبر اکرامؐ اللہ کے آخری رسول ہیں من بعدک؛ کے جملے کے بغیر؛من قبلک؛ کا جملہ پیغمبر اکرمؐ کی خاتمیت اور قرآن کے آخری ہونے کی علامت ہے۔

متقی لوگ اور آخرت پر یقین:

راغب کہتے ہیں:

للیقین من صفۃ العلم فوق المعرفۃ و الداراىۃ ولتها یقال علم یقین ولا یقال معرفۃ یقین وهو سکون الفهم مع ثبات الحکم[1]

یقین علم کی صفت ہے اور وہ معرفت ادراک اور اس جیسے دوسرے الفاظ سے بالاتر ہے۔ لغت عرب میں علم الیقین تو کہا جاتا ہے لیکن معرفۃ الیقین نہیں کہا جاتا، بنابریں یقین نام ہے قطعی حکم کے ساتھ اطمینان قلب کا۔

جن لوگوں نے معاد کو یقین کے ساتھ قبول کیا ہے اور اس پر صحیح معنوں میں یقین رکھتے ہیں وہ اس کی جزا سے بھی کبھی غافل نہیں ہوئے۔ وہ گناہوں کے نزدیک نہیں جاتے اور زندگی میں غیر شرعی اور ناجائز لذتوں سے دور بھاگتے ہیں تاکہ بروز قیامت ان کی سزا سے بچ جائیں اور خدائی عذاب کے مستحق نہ ہوں۔ اسی طرح وہ کلمہ حق کی سربلندی اور پروردگار عالم کی اطاعت کے لیے ہر سختی کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے ہیں۔ اس راہ میں جان ومال کے چلے جانے کی پرواہ نہیں کرتے تاکہ انہیں خدائی جزا مل سکے اور اللہ تعالیٰ کی رضا ان کے شامل حال ہو۔[2]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

[1] مفرادات راغب مادہ یقین

[2] مفردات راغب۔ مادہ یقین

لو كنتم توقنون بخير آخرة و شرها كما توقنون بالدنيا لا ثر تم طلب الاخرة[1]

اگر تمہارا یقین آخرت کی اچھائی و برائی کے متعلق بھی اتنا ہی ہو جتنا کہ دنیا کی اچھائی کی متعلق ہے تو یقینا تم آخرت کو ترجیح دیتے اور اس بارے میں خوب کوشش کرتے۔

حیات ابدی کا احساس

حیات ابدی کا فطری احساس بذات خود ایک اہم ترین مثبت گواہ ہے جو ہمیں اس حقیقت کی جانب متوجہ کرتا ہے جب خداوند تبارک وتعالی یہ چاہتا ہے کہ انسان کی کسی ایسی حقیقت تک رسائی ہو جس کا بیج آغاز ہی میں اس کے ضمیر میں بو دیا ہے انسان کی جاودانی زندگی اور بقا کی آرزو اس قدر عالمگیر ہے کہ کسی بھی صورت میں یہ بات نہیں مانی جاسکتی کہ اس کی یہ آرزو پوری نہ کی جاسکے۔

ظالموں کو سزا:

ایک اور بات ہے کہ جس سے روز جزا کے عقیدہ کو تقویت ملتی ہے اور انبیاء کے پیروکاروں کے ایمان پختہ ہوتے ہیں وہ ظالموں کو سزا کا مسئلہ ہے ہم جانتے ہیں وہ ظالموں کو سزا کا مسئلہ ہے ہم جانتے ہیں کہ ہر دور اور زمانے میں سرکش اور ظالم و جابر لوگ مختلف قسم کے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ لوگوں کو مختلف قسم کے جرائم کا نشانہ بناتے اور جارحیت کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں۔ دعا کمیل میں آیا کہ ولایمکن الفرار من حکومتک اور تیری حکومت سے فرار ناممکن ہے۔

اور عام طور پر نہ تو ظالم کو سزا مل پاتی ہے اور نہ ہی کوئی مظلوم کی حمایت کرتا اور خدا کے ان خاص بندوں کے لیے تو یہ صورت حال اور ہی دردناک اور ناگوار ہوتی ہیں جو کہ خدائے دانا و بینا اور عادل و حکیم پر ایمان کامل رکھتے ہیں۔

وہ روحانی اور باطنی طور پر ان صدمات کے زیادہ متحمل ہوتے ہیں اور خود سے سوال کرتے ہیں کہ آیا کبھی حساب و کتاب نہیں ہوگا؟ آیا ان تمام جرائم کی کسی کو سزا نہیں ملے گی؟ آیا خداوند عالم یہ ظلم و ستم

---

[1] جلد ا ص ۱۳۴ مجموعہ ورام

ایسے دیکھتا رہے گا؟ یہ کہ صاحب ایمان لوگ حیران اور سرگردان ہو جاتے ہیں جس طرح کوئی شخص اپنی گمشدہ قیمتی چیز کو تلاش کرتا ہے

یہ بھی ہمیشہ اسی جستجو میں ہیں کہ کہیں سے قانع کرنے والا جواب مل جائے تاکہ ان کا ضمیر مطمئن ہو اور روحانی بوجھ اور ضمیر کی اس تکلیف سے چھٹکارا مل جائے۔

ضمیر کا سکون :

قیام قیامت اور لوگوں کو سزا اجزا کے بارے میں انبیاء کرام علیم السلام کی بتائی ہوئی خبریں خدا کے نیک لوگوں کے عقدے حل کرتی ہیں ان کے ذہن میں اٹھنے والے سوالوں کا جواب دیتی ہیں اور ان پریشان ضمیروں کو تسکین عطا کرتی ہیں۔

قیامت اور مخلوق کے حساب کا مسئلہ عدل الٰہی سے متعلق ایک یقینی ضرورت ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو ظالم اور مظلوم کا مسئلہ حل نہ ہو پاتا اور اس بارے میں پیدا ہونے والے سوال بغیر جواب کے رہ جاتے۔

قرآن مجید اس بارے میں فرماتا ہے:

> وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ [1]
>
> اور ظالم جو کچھ کر رہے ہیں آپ اس سے اللہ کو غافل تصور نہ کریں، اللہ نے بیشک انہیں اس دن تک مہلت دے رکھی ہے جس دن آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

تفسیر الکوثر میں اس آیت کے بارے میں اس طرح بیان کیا ہے ظالم اور جابر لوگوں کو دنیا میں ہر قسم کے ظلم و بربریت اور ناز و نعمت میں زندگی گزارنے کی جو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے اس سے ذہنوں میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان ظالموں کو پوچھنے اور ان کا پکڑنے والا کوئی نہیں ہے؟

[1] سورہ ابراھیم آیت ۴۲ تفسیر الکوثر۔ جلد ۴ ص ۳۴۶

جواب میں فرمایا: اللہ ان کے مظالم و بربریت سے غافل نہیں ہے۔ان کو قیامت کے سخت ترین عذاب میں اضافے کے لیے مہلت دے رکھی ہے تاکہ بیشتر عذاب کے سزوار بن جائیں۔یہ مہلت خود اپنی جگہ ایک عذاب ہے۔

صاحب تفسیر فیضان الرحمن اس آیت کے بارے میں کہتے ہے یہ خطاب پیغمبر اسلامؐ سے ہے اور در حقیقت کفار مکہ اور دوسرے تمام مشرکین کو یہ دھمکی دی جارہی ہے اور سابقہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات سنا کرانہیں تنبیہ کی جارہی ہے کہ اب بھی وقت ہے کہ وہ کفر و شرک سے توبہ کر کے اصلاح احوال کرلیں ورنہ آخرت کے ہیبت ناک عذاب و عقاب کے لیے تیار ہو جائیں۔نیز آنحضرتؐ اور ہر مظلوم کو تسلی بھی دی جارہی ہے کہ ایسا نہیں کہ ہمیں مخالفین کی ظالمانہ کارروائیوں نہیں ہے یا ہمیں ان کی کارستانیوں کا علم نہیں ہے یقینا ظالموں سے انتقام ضرور لیا جائے گا۔

منابع

۱۔ تفسیر نور، جلد ۱، صفحہ ۱۷، تالیف شیخ محسن قرائتی، مترجم مولانا سید مجیب الحسن نقوی، اشاعت ۲۰۱۵، ناشر مصباح القرآن لاہور

۲۔ تفسیر الکوثر، جلد ۴، مفسر محسن علی نجفی، باراول ۲۰۱۳، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، صفحہ ۳۴۶

۳۔ تفسیر نمونہ، جلد ۵، صفحہ ۶۹۰، مترجم مولانا سید صفدر حسین نجفی، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ

۴۔ فیضان الرحمٰن، جلد ۵، صفحہ ۱۷۷، مصنف الشیخ محمد حسین نجفی، سال اشاعت ۲۰۱۵، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ

۵۔ تفسیر تفہیم القرآن، جلد ۶، صفحہ ۲۸۱، سال اشاعت بار ہفتم ۲۰۱۳، ناشر ترجمان القرآن

۶۔ قرآن و مسئلہ معاد، مصنف علی رضا اسعدی، صفحہ ۳۳، ناشر بوستانی کتاب، چاپ و صحافی چاپخانہ موءسسہ بوستان، نوبت چاپ ۳

۷۔ درس عقائد، مئولف، آیتہ اللہ مصباح یزدی، مترجم ضمیر حسین بہاولپوری، صفحہ ۴۲۴، ناشر مجمع جہانی اہل بیتؑ، طبع اول ۲۰۰۶

۸۔ تفسیر فصل الخطاب، جلد ۲، صفحہ ۵۶۸، مصنف علامہ سید علی نقی نقوی لکھنوی، سال اشاعت ۲۰۱۱، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ

۹۔ تفسیر موضوعی معاد در قرآن، مئولف آیت اللہ جوادی آملی، صفحہ ۴، جلد ۴، ناشر قم مرکز نشر اسراء، چاپ ۸، طبع اول ۱۳۸۰

۱۰۔ معاد جلد ا، تصنیف آیت اللہ محمد تقی فلسفی، صفحہ ۲۳، مترجم مولانا محمد علی فاضل، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، طبع ۲

۱۱۔ نہج البلاغ، خطبہ ۴۱؛ ۲۱۴، حکمت ۲۲۰، نامہ ۵۳؛ ۲۶، مترجم مفتی جعفر حسین، طبع اول، ناشر محمد علی فانڈیشن

۱۲۔ پیام قرآن، جلد ۵، مئولف آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، مترجم سید نقی ثاقب نقوی، ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، ایڈیشن ۴

۱۳۔ کنز العمال، طباعت ۲۰۱۳، جلد ۱۵، تالیف علامہ علاالدین متقی، مترجم مولانا عامر شہزاد، صفحہ ۴۹۰

۱۴۔ معاد جہان از مرگ، صفحہ ۷۵۔۷۶، مصنف آیت اللہ مکارم شیرازی، طبع دوم ۱۳۳۶

۱۵۔ معاد، مصنف صحالحہ ما زندارنی اسماعیل، محمد علی مازندارنی، صفحہ ۵۷، ناشر قم صحالحان، طبع اول، ۱۳۸۴ء

۱۶۔ معاد، تالیف محسن قرائتی، صفحہ ۴۷۔۴۸، ناشر قم مئوسسہ راہ حق

۱۷۔ قرآن مجید، مترجم و محشیٰ محسن علی نجفی، تاریخ طبع پہلا ایڈیشن ۲۰۰۰، دوسرا ایڈیش ۲۰۰۱، ناشر دار القرآن الکریم جامعہ اہلبیت

۱۸۔ شرح دعائے کمیل، تالیف حسین انصاریان، مترجم اقبال حیدر حیدری، ناش مصباح القرآن لاہور

۱۹۔ نام کتاب۔ مفردات راغب مادہ یقین

۲۰۔ نام کتاب۔ مجموعہ وار۔ جلد ا۔ صفحہ ۱۳۴

۲۱۔ کتاب۔ لسان العرب۔ ابن منظور۔ کتاب۔ مفردات۔ الراغب